رجسٹرڈ نمبر ال ۲۰۳۷

منشی مشکور علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعان خوشتر

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

[illegible]

سالانہ چندہ ۱ | فی پرچہ ۱

جلد ۶ | کاکوری پنجشنبہ یکم فروری سنہ ۴۰ء مطابق ۲۱ ذالحجہ سنہ ۱۳۵۸ھ | نمبر ۱۹

ادبیات

(غزل از فکر جناب حکیم سید محمد حکیم الدین حسن علوی برق کاکوروی)

جھک گئے آئینے جب اُنکے تجلی زد دیکھ لیا | اپنی قسمت کبھی دیکھی کبھی گھر دیکھ لیا
سر رگڑتے جو جھکے بر سر در دیکھ لیا | بڑھ کے آگے بڑھ گیا ایک ہی گھر دیکھ لیا
دل ہمارا انکے تیر نگہ کا بنا آپ ہدف | دل کا دل دیکھ لیا دل کا جگر دیکھ لیا
اُٹھ بھی بیٹھو یہ کہا اُسنے بناوٹ نہ کرو | درد دل دیکھ لیا درد جگر دیکھ لیا
اپنی صورت پہ رہے کہیں کیا کوئی دیکھا تمنے | آج کس سوچ میں ہو تمنے کدھر دیکھ لیا
مثل سائے کے رہا ہم تو اُنکے پیچھے | اُن کو جاتے ہوئے جس سمت جدھر دیکھ لیا

اپنا کر لو اُسے یا برق کسی کے ہو جاؤ
عمر یوں ہو نہیں سکتی ہے بسر دیکھ لیا

معقول علم بہت سے کرتے ہیں لیکن بہت کم اسکی قیمت ادا کرتے ہیں۔
معبود مندر میں عبادت کرنے والو خدا غریبوں کی جھونپڑی میں بھی ہے۔
بعض لوگ سن رسیدہ ہو کر بھی انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے۔
دشنام نہ دینے سے دشمن کی آگ بجھتی نہیں تو کم ضرور ہو جاتی ہے۔
دنیا میں جب تک ایک شخص نہ روئے دوسرے کو ہنسی نصیب نہیں ہو سکتی۔
سب سے بڑی طاقت دماغ کی طاقت ہے اور سب سے بڑی دولت علم کی دولت ہے۔
جاگتے تو یہ دنیا ناگ کی طرح چمکتی ہے اور جب سو جائے تو گلا دباتی ہے۔ جب اقبال آتا ہے تو خواہشات عقل کی مطیع ہوتی ہیں اور جب ادبار آتا ہے تو عقل خواہشات کی تابع ہو جاتی ہے۔

انمول موتی

تین چیزیں ہلاکت کا سرچشمہ ہیں، بخل، ہوائے نفس اور خود بینی۔
عاقل وہ ہے جو اپنے نفس کو ملامت کرے اور عبادت میں مشغول ہو۔
جاہل وہ ہے جو ہوائے نفس کا اسیر ہو اور جھوٹی اُمید رکھے۔
علم سے دین و دنیا کی خوبیاں وابستہ ہیں اور جہل سے دونوں برباد ہو جاتی ہیں۔
حکمت سے شرافت بڑھتی ہے۔ اور شاہانہ عزت حاصل ہوتی ہے۔
بدتر عالم وہ ہے جو دولتمند کا محتاج ہو اور بہترین امیر وہ ہے جو عالم کا خواستگار ہو۔
حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ حسد نیکیوں کو اس طرح برباد کر دیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ فضول ہنسنا دلوں کو مردہ کرتا ہے۔
غصہ سے ایمان اس طرح خراب ہوتا ہے جیسے ایلوے سے شہد۔ سب سے بڑا دلاور وہ ہے جو غضب کی حالت میں اپنے نفس پر غالب ہو۔ غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرنا چاہیے۔ منافق کی تین علامتیں ہیں، جھوٹ، بیوفائی، خیانت۔
شراب تمام برائیوں کی ماں ہے۔ والدین کیساتھ بھلائی کرو تاکہ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ بھلائی کرے۔ والدین کی رضا خدا کی رضا ہے۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ جو انسان کا شکر ادا نہیں کرتا خدا کی نعمتوں کا بھی شکر گذار نہ ہوگا۔ جو مہربانی نہیں کرتا اُس پر مہربانی نہیں کی جاتی۔
آزمائش کیوقت سچ بولنا ہر ایک کا کام نہیں۔ جہالت کا دوسرا نام غلامی ہے۔
دنیا میں بڑا آدمی بننے کیلئے ہمت و استقلال کی ضرورت ہے۔ ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۶ | کاکوری پنجشنبہ یکم فروری سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۹

ٹوٹا ہوا تارا

حسب ذیل مضمون جس واقعہ سے تعلق رکھتا ہے اسکی اہمیت کے خیال سے ہم اس کو اڈیٹوریل کالم میں جگہ دینا مناسب سمجھتے ہیں۔
(اڈیٹر)

کوئی تینتیس چونتیس سال یعنی مئی سنہ۱۹۰۶ء کی بابت ہے کہ ایک ہونہار خاندان میں طلوع صبح صادق کی درخشاں ساعت میں ایک ونہال بچے نے جنم لیا۔ چونکہ وہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بچہ تھا اور گھرانا بھی کھاتا پیتا تھا اس لیے باسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ کن لاڈ پیار اور ناز برداری میں اسکی پرورش ہوئی ہوگی۔ ماں باپ نانا، نانی، ماموں، ممانی، غرضکہ سبھی کی آنکھ کا وہ تارا تھا اور سبھی اس پر جان جی چھڑکاتے تھے۔ اُسکی محبوبیت یہیں تک ختم نہیں ہوئی بلکہ ہوش سنبھالنے کے بعد جب وہ ہماری صحبت میں آکر شریک ہوا تو ہم لوگوں نے بھی اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ رفتہ رفتہ وہ اس طرح ہماری روحوں میں حلول کرتا گیا کہ میرے۔ اوروں کا خیال تو میں صحیح طور پر کہہ نہیں سکتا گر ظاہری میل ملاپ اور محبوبیت سے اندازہ یہی ہوتا تھا کہ ہم سبھوں کے خون کیساتھ رگوں میں اس کی محبت دوڑتی پھرتی تھی اور ہم لوگ اُس کو ایک روحانی اتحاد کے ساتھ محبوب رکھتے تھے۔

جدہر دیکھئے ہماری صحبت میں وہی پیش پیش، ہر تجویز کی روح رواں، ہر جلسہ کا صدر، ہر ہنگامہ کا بانی مبانی۔ ہر دلچسپی کا محرک، سینما، تھیٹر، لگانے والا (سب ہی کے لیے ہم لوگوں کو تیار کرنیوالا) پھلجھڑی، پکنک، ہماری انجمن، مشاعروں، مذاکرہ علمیہ کے جلسوں، شکار کی پارٹیوں میں زور شور کے ساتھ عملی حصہ لینے والا اور ہر تحریک کو کامیابی تک پہونچانیوالا بات بات میں ہنسانیوالا، ظرافت کی جان، لطافت کی کان، لطف سخن کا مخزن، تفریحات کا حامی، بذلہ سنجی لطیفہ گوئی تو اس کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی غرضکہ وہ صحیح معنوں میں سوسائٹی کے لیے دلچسپی اور لطف میں اضافہ کرنیوالا بلکہ خود اپنی ذات سے انجمن تھا۔ خود بھی شوقین تھا اور ہر شوق کا اُبھارنے والا تھا۔ عمدہ کھانے اور کھلانے اور خرچ کرنے کے معاملہ میں تو ہماری صحبت میں کوئی بھی اُس سے لنگوٹ نہیں کھاتا تھا۔ پیراکی، شہسواری، فٹ بال، ہاکی۔ پٹہ، بنیٹی، تیغ غرضکہ ہر مردانہ ورزش اس کی روزمرہ کی زندگی تھی۔ اور ادب لطیف کا تو وہ دلدادہ ہی تھا، شاعری اور نثر نگاری دونوں ہی میں اس کا قلم رواں تھا، شاعری میں زبان کی لوچ اور نثر نگاری میں ظریفانہ طرز نگارش یا ڈرامہ نویسی سے خاص شغف تھا اور یہی دو چیزیں اب اس کی سرمایہ حیات ہیں ایک مختصر سا دیوان، ایک آدھ ناول اور کئی ڈرامے بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ جن میں سے ایک ڈرامہ "پینکی بیگن سان" سررشتہ زراعت سرکار عالی حیدرآباد دکن نے اپنے اغراض کے لیے طبع بھی کرایا ہے اس کا ترجمہ بھی مرہٹی، تلنگی، انگریزی اور بنگالی زبانوں میں ہو چکا ہے اور کتنی بار سررشتہ زراعت حیدرآباد کی مختلف سمتوں میں نیز سررشتہ زراعت بنگال میں اسٹیج کیا جا چکا ہے۔

قرابت اور عزیزداری سے قطع نظر میرا اس کا ساتھ لڑکپن کے زمانہ سے تھا اور ہم دونوں میں اسقدر اتحاد تھا کہ مجھے اپنے اعزہ و احباب میں کبھی کسی سے نہیں ہوا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری اور اس کی روحیں جدا نہیں ہم دونوں۔ ع۔ ہر دو جان یہ دو تن بر دوختہ۔ کے مصداق تھے اور شاید ہم دونوں روز ازل ہی سے ایک دوسرے کو پہچان چکے تھے، اور یہ سن کر آپ کو یقینی حیرت ہوگی کہ اتفاقات زمانہ سے طبیعتاً ہم دونوں ایک دوسرے کے برعکس واقع ہوئے تھے، وہ حلیم، بردبار، متحمل اور ہنسی کھیل میں کسی اہم سے اہم معاملہ کو ٹال دینے والا یا تھوڑے سے اظہار ناراضگی کے بعد خاموش ہو جانے والا تھا۔ برخلاف اسکے میں دریدہ دہن، منہ پھٹ کسی چھوٹی سی چھوٹی چیز کو بھی برداشت نہ کر سکنے والی طبیعت لیکر آیا ہوں۔ میرے لیے قطعی ناممکن ہے کہ سخت سے سخت الفاظ میں تہدید اور ڈانٹ پھٹکار کئے بغیر کسی معاملہ کو یوں ہی چھوڑ دوں لیکن اسکے باوجود بھی ہم دونوں آپس میں متحد تھے۔

خدا نے غالباً میرے ہی نصیب میں یہ بات رکھی تھی کہ اس سے

تمام دوستوں، احباب اور اعزہ میں سب سے زیادہ میرا اس کا ساتھ رہا۔ وطن میں تو ہم رنگ برابر ایک دوسرے کی صحبت سے لطف اندوز رہتے ہی تھے مگر اتفاق دیکھیے کہ میں دکن آیا تو قدرت نے اس کو بھی دکن ہی بھیجا۔ یہاں پانچ سال تک تو میرا اس کا دن رات کا ساتھ تھا بقول شخصے کھٹیا سے پٹی جڑی ہوئی تھی۔ اس کے بعد خدا نے وہ دن کیا وہ پبلک ملازمت میں منسلک ہوا۔ اُدھر اس نے بحیثیت سب انسپکٹر پولیس پربھنی کے شہر بندوبست کا چارج لیا۔ ادھر مجھے ناندیڑ میں ملازمت مل گئی اور میں وہاں جا پہونچا۔ چونکہ میرا صدر دفتر پربھنی ہی میں تھا۔ اس لیے تقریباً ہر ماہ میں مجھے دو چار دن کے لیے پربھنی پہونچنے، اس کے یہاں ٹھہرنے اور بارہ بارہ بجے رات تک اِدھر اُدھر کی خوش گپیوں میں وقت گزارنے اور اپنی خاطر مدارات کرانے کا خاصہ موقع مل جاتا تھا۔

آپ کہیں گے کہ پاس دھرے ہوئے برتنوں میں ٹھیس لگ جایا کرتی ہے مگر یہ دونوں ہستیاں عجیب قسم کی تھیں کہ جن میں ہمیشہ اتحاد ہی اتحاد رہا۔ اور ناخوش گواری کے جھونکوں سے ان کا گلزار محبت کبھی متاثر نہوا۔ آپ عجلت نہ کریں میں خود بتلائے دیتا ہوں، ہم دونوں میں بھی بتقاضائے بشریت کبھی کبھی شکر رنجی ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن وہ کبھی معمولی ملال یا قلبی غبار کی حد سے آگے نہ بڑھی اس کی وجہ اُس کی تحمل مزاجی اور بردباری بھی تھی۔ میں تو آپ سے اوپر بیان ہی کر چکا ہوں کہ میں دریدہ دہن ہوں اور ذرا سی بات میں آگ بگولہ بن جاتا ہوں ویسا ہی اس کے ساتھ بھی تھا۔ انسان کی فطرت تھوڑی ہی بدل سکتی ہے۔ مگر چونکہ اس کی محبت کا سکہ اس طرح میری روح پر بیٹھا ہوا تھا کہ میں اگر کسی ملال کے وقت اُس پر بھی بگڑنے جھگڑنے میں دریغ تو نہ کرتا تھا مگر الفاظ درشت نہ ہوتے تھے، محبت میں ڈوبے ہوئے نرم لب و لہجہ میں اور اس کی لطافت پسند طبیعت کے انداز کے مطابق ہوتے تھے جو اس کی طبع نازک پر ایک پنکھڑی کے چھینٹے سے زیادہ گراں نہوتے تھے اور اس وجہ سے یہ شکر رنجی یا کبیدگی چند لمحوں یا بعض بعض صورتوں میں دو چار دنوں میں آئی گئی ہو جاتی تھی اور کوئی ناگوار صورت کبھی پیدا نہونے پاتی۔ . . . . آہ وہ ساعتیں!!

ہاں تو میں یہ بیان کر رہا تھا کہ وہ جبکہ بحیثیت سب انسپکٹر پولیس شہر بندوبست پربھنی میں کارگذار تھا اس وقت بھی قدرت نے مجھے اُس سے ملنے جلنے اور اس کی میزبانیوں سے لطف اندوزی کا خاصہ موقع دیا۔ وہ باعتبار جثہ کے کوئی موٹا تازہ لحیم شحیم انسان نہ تھا بلکہ برخلاف اس کے دبلا پتلا نرم و نازک تھا۔ لمبا تڑنگا تو وہ ضرور تھا مگر اس قد پر وہ جسم کچھ کیا بلکہ بہت کم تھا۔ اس کے خد و خال میں ایک قسم کی نسوانی کشش تھی اور اسی کے لحاظ سے اس کی طبیعت بھی نزاکت پسند تھی۔ دکن والے اس راز سے بھی ناواقف نہیں ہیں کہ پربھنی کا ضلع اپنے لوگوں کی شورہ پشتی کے لحاظ سے دکن میں خاص شہرت رکھتا ہے۔ مگر سچ جانیے اُس نرم و نازک کلائی اور اس بذلہ سنج اور لطیفہ گو طبیعت نے جس کو زندگی میں اس کی طبیعت کے علی الرغم کاہیکو اسقدر اہم کام سپرد کیا گیا ہو گا اس شان سے پولیس کی سب انسپکٹری کی کہ اس مختصر سی دو سالہ مدت میں وہاں کے لوگ اپنی شورہ پشتی بھول گئے اور امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔ شہر کا بچہ بچہ اس کے طرز عمل، اس کی معاملت، اس کی طبیعت اور اس کی کارگذاریوں کا ثنا خواں پایا گیا۔ اور حکام نے تو اس مختصر سی مدت کی کارگذاری ہی پر لطیفہ ساز اس کے لیے انسپکٹری اور ایسی انسپکٹری کی سفارش کر دی جو چند ہی سال میں مددگار مہتمم ہو جاتے ہیں، قدرت نے وہاں بھی اس کو باوجود اس کے کہ اس کی خدمت دار و گیر اور دھر پکڑ کرنے سے متعلق تھی—— سب کا محبوب ہی بنا کر رکھا اور جس طرح وہ اپنے وطن میں، اپنے خاندان میں سب کی آنکھوں کا تارا بنا رہا ویسے ہی اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ پربھنی میں بھی دوست و دشمن سبھوں کی آنکھوں کا تارا بنا رہا۔ مگر وہ آسمان محبت و محبوبیت کا جگمگاتا تارا سنتا ہوں کہ ۵ جنوری سنہ ۳۴ء کو دن دہاڑے ٹوٹ کر عالم علیین کی فضاؤں میں گم ہو گیا۔ اور دنیا ہم لوگوں پر تیرہ و تاریک کر گیا۔ ع۔ چشمے و صد نم جامے و صد آہ۔

اب تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس کا سراپا ہماری آنکھوں کے سامنے آ کر اس کی یاد تازہ کر دیتا ہے اور بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے۔

پیارے حیدر حسن! تم نے یہ کیا کیا!! ہائے یار با صفا! اتنی بے مہری!! ہائے عزیز بھائی! یہ بیوفائی کا سبق تم نے کس سے سیکھا! یہاں تک تو اس ڈگمگاتی کشتی کو میں گھسیٹ ہی لایا تھا کچھ تم بھی صبر کرتے! اتنی جلدی کیوں ساتھ دیا تھا تو ساتھ ہی رہتا! خیر اے سپر کو ہو دوش رحمت تا ابد تیرے لیے + حور کا آغوش۔

تیری جستجو ہے

(از حافظ مولوی محمد حسین صاحب علوی شمسؔ کاکوروی)

بے پایاں محبت امید بھرے دل مسرت بھری راتیں ترنم آمیز آوازیں شباب کی اُمنگیں جوانی کی رنگین البیلی نرالی چالیں قدم قدم پر روش روش پرنئی نئی باتیں۔ ہوش و حواس کو اڑانیوالی عادتیں مسکرا مسکرا کر ہنس ہنس کر رسیلی آنکھوں سے مسحور کرنیوالی حرکتیں۔ کالی کالی اور روڑ اودی راتوں میں ہنس کر کہنے والی باتیں غرضکہ عجیب عادتیں عجیب حرکتیں نرالی اُمنگیں ہیں اور ادائیں مگر کس کے لیے جو خوش قسمت خوش نصیب بامراد اور بانصیب ہوں!

ہم مجبور لاچار غمگین متفکر اوہام و تفکرات میں غلطاں رنج و مصائب سے ہمکنار نہ کوئی ہمدم نہ کوئی مونس نہ کوئی آشنا نہ کوئی دوست نہ کوئی غمخوار مگر پھر بھی شاکر کیوں صرف اس لیے ——— کہ تیری جستجو ہے!

دنیا اور دنیا کے بسنے والے نالاں اور تیری عنائتیں مانع یہ دردمندوں کی آہیں بیکار۔ امید بھرے دلوں کی ارمانیں بےسود مشتاق دید کی نظریں محروم خوش کلام و خوش گلوں کی زبان شیریں سے دو لفظ سننے والے کان بیکار کیوں اور کس لیے صرف اس باعث کہ آہ ——— مجھکو تیری جستجو ہے۔

پُرلطف لمحات پُرکیف ساعتیں خوشکن موسم خوشگوار فضائیں، تیری عنائتیں، تیری شفقتیں، تیری اُمیدیں تیری مسرتیں۔ تیری توجہیں مگر غیر کے لیے۔ ہم ان محبت بھری نظروں سے محروم۔ ہم ان حسرتوں سے لاچار۔ ہم ان توجہات سے مستغنی۔ ہم ان میٹھی میٹھی باتوں سے دور مگر پھر بھی سچی تڑپ سچی محبت سچی مودت سچی خواہش سچی جستجو مگر بے لوث بے نفس کیوں اسلیے ——— کہ تیری جستجو ہے!

غیروں پر لطف و کرم، ہم بدنصیبوں پر ستم، وفا شعاران محبت پر ظلم، مگر اپنے مخلص پجاری پر نظر ترحم سے بے اعتنائی اور حد سے زائد بے اعتنائی، عدم توجہی اور حد سے بڑھی بے توجہی مگر نہ ہمکو اس کا شکوہ نہ شکایت نہ گلہ کیوں اسلیے کہ ہم تیرے سچے طالب۔ سچے پرستار سچے پجاری، سچے پریمی، ہاں مدعا ہے تو صرف یہ کہ۔

سہ تو ہو یا تیرا جلوہ اور گوشۂ تنہائی۔

بے باکی اور حد سے زائد بے باکی جور اور بڑھا ہوا۔ بے رخی اور بڑھی ہوئی بے رخی منظور ہاں ہاں سب کچھ منظور اور دل سے منظور کیوں صرف اسلیے کہ ——— تیرے حصول کی سچی جستجو ہے!

عہد رفتہ کی یاد بچپن کی شوخیاں زمانہ کی نیرنگیاں افسردہ دلوں کی شادابیاں چہل قدمی کی دلفریبیاں مسافرت کی دلچسپیاں تمہاری شیریں بیانیاں خوش ترانیاں لن ترانیاں یاد ہیں اور اچھی طرح یاد ہیں مگر آہ! اب نہ وہ نظر نہ وہ لطف نہ وہ کرم، نہ وہ دلچسپ لمحات نہ وہ محبت نہ وہ مودت نہ وہ شفقت نہ وہ خیال مگر آہ اس کے باوجود بھی ——— تیری سچی جستجو ہے!

مجھکو تیرا پریمی اور مجھکو میرا جنون مبارک میں اس پر نازاں اس پر قانع اس پر صابر اس پر شاکر اس پر خرم و شاداں۔ کیوں صرف اسلیے کہ سچی محبت سچی مودت اور سچے پریم کی بقا صرف اسی میں مضمر ہے کہ اپنے پریمی کی جستجو کیجائے اور وہ جس شئے سے خوش ہو اس کے حصول کی سعی۔ اس لیے میرا فنا ہونا میرا برباد ہونا میرا غمگین ہونا میرے جذبات کا پورا نہ ہونا بھی اسی کا مقتضی ہے کہ آخر دم تک تیری سیوا کی جائے۔ تو بھلا دے، فراموش کر دے، محبت و التفات نہ کر، توجہ نہ کر، اپنے عہد و پیمان کو بھول جا، مگر مجھکو اس کا نہ شکوہ نہ شکایت نہ گلہ کیونکہ میں ہر حال میں خوش۔ ہر حال میں شاداں جو تیری خوشی وہ میری خوشی۔ جو تیرے ارمان وہ میرے ارمان جو تیرے جذبات وہ میرے جذبات میں تیری ہر سعی میں شریک۔ تیری ہر جستجو میں مدد تیرے ہر حصول مدعا میں کوشاں کیونکہ یہی میرا فرض یہی میرا منصب مگر پھر بھی ——— تیری ہی جستجو ہے!

زمانہ بدل جائے زمانہ والے بدل جائیں دوست بدل جائیں عزیز بدل جائیں، تو بدل جا، تیرے ملنے والے بدل جائیں غرضکہ کائنات عالم کی تمام دلچسپیاں بدل جائیں مگر یہ ناممکن اور محال ہے کہ تیرا پجاری، تیرا سچا پریمی بھی بدل جائے کیوں اسلیے کہ — تیری سچی جستجو ہے!

للہ غور کر اور عہد رفتہ کے عہد و پیمان اور دلچسپ لمحات کی یاد تازہ کر تاکہ تیرے دل میں جو رنجش جو نفرت جو کشیدگی ہو ہے

تعلق پیدا ہو گئی ہے وہ دور ہو اور میری کجبت اور ہمجا پر ہم پہلے جیسے
بس یہی تمنا یہی خواہش یہی امید یہی تکمیل آرزو ہے ۔

مشاعرۂ بزم ادب کاکوری

(منعقدہ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء)

(حصۂ کلام)

کرم ہو پھر کبھی عتاب رہنے دے   اسی طرح مجھے خانہ خراب رہنے دے
کریں وہ تجھ سے وفا یہ کہاں تری قسمت   خیال یہ دل خانہ خراب رہنے دے

(برہم)

نقاب اُلٹ دے کہ جی بھر کے دیکھ لوں تجکو   دم اخیر تو اتنا حجاب رہنے دے
نہ چھیڑ واعظ ناداں مجھے بس توبہ   خدا کے واسطے ذکر شراب رہنے دے

(بقا)

سکون قلب ہے عاشق کو موت کا پیغام   ابھی دلمیں میرے اضطراب رہنے دے
دعائے وصل صنم اور خدا کرے مقبول   یہ آرزو دل خانہ خراب رہنے دے

(سخن)

میں اپنے جرم سے واقف ہوں چپ لے ہمدم   یہ گفتگوئے عذاب و ثواب رہنے دے
بوقت نزع کہا مجھ سے موت نے آکر   میرا سوال سن اپنا جواب رہنے دے

(سردار)

نگاہ ناز کو وقف عتاب رہنے دے   تری بلا سے رہے جو خراب رہنے دے
شفیع حشر بچا لینگے اے صفا تجکو   خیال پرسش روز حساب رہنے دے

(صفا)

تیری نہیں کی نہیں لگو تاب رہنے دے   میرا سوال سن اپنا جواب رہنے دے
کسی کی خاطر نازک کا واسطہ لے دل   سکون و صبر سے بیٹھ اضطراب رہنے دے

(ضبط)

سفید بالوں میں رنگ خضاب بننے دے   خیال خام رجوع شباب رہنے دے
بلا وہ آج حرم سے جو شیخ لایا ہے   پر روز دہرہ کی ساقی شراب رہنے دے

(ضیا)

ترے کرم کا تقاضہ تو بخش دینا ہے   گناہگار ہوں یارب حساب رہنے دے
مشادے شیخ و برہمن سے روز کا جھگڑا   نکل بھی پردے سے باہر حجاب رہنے دے

(ممتاز)

پرمیکدہ ہے یہ مسجد نہیں ہے اے واعظ   شراب پینے دے ذکر عذاب رہنے دے
فسانہ سن لیا اتنا بہت ہے میرے لیے   جواب کی نہیں خواہش جواب رہنے دے

(قدر)

سماج کی بھینٹ

(قادری احمد محسن صاحب علوی تماشائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

وہ لوگ جو خود کو شریف اور روشن خیال سمجھتے ہیں میری علمی لیاقت سے دنگ رہ جائینگے اور میں قوم و ملک کی خدمت کے ذریعہ اپنے خاندان کو قعر ذلت سے نکال کر بام ثریا تک پہونچا دونگی۔ ماں کی مشکلات آسان ہو جائینگی اور میں عنقریب نونہالان وطن کی خدمت کے ذریعہ والدین اور سر پرستوں کو اپنا گرویدہ کر کے عام و خاص کے دلوں میں جگہ پیدا کر لوں گی اور آئندہ آنیوالی نسلوں کے لیے اپنی زندگی بطور نمونہ پیش کر کے رہتی دنیا تک خاندانی نام جگا دونگی۔ !

بیشک آنیوالی نسلوں کے لیے میری زندگی نمونہ عبرت ضرور ثابت ہوئی۔ میری امیدیں پامال۔ حوصلہ پست اور ولولہ اور جوش سب خاک میں مل گیا۔ جب وطن پہونچ کر یہ معلوم ہوا کہ اس جگہ پر میرا تقرر نہ ہو سکا!!

(۴)

تعلیمی بورڈ کا جلسہ ختم کرنے کے بعد چپل بابو نے آکر ماں کو اطلاع دی کہ میرا انتخاب نہ ہو سکا۔ ماں کا چہرہ فق ہو گیا۔ میں بھونچکی سی رہ گئی۔ پیروں تلے زمین نکل گئی اور دماغ معطل ہو گیا۔

ماں نے پھر سوال کیا "آخر سرلا کا انتخاب کیوں نہ ہوا۔"

"بورڈ کے ممبروں نے اُس کے حق میں رائے نہیں دی۔ اور ہر شخص نے یہ اعتراض کیا کہ جسکے باپ اور بھائی جیل خانہ میں زندگی گذار رہے ہوں۔ جن کا تعلق جرائم پیشہ طبقہ سے ہو۔ جو ادنیٰ درجہ کے خاندان سے تعلق رکھتا ہو وہ شرفا کے عزیز بچوں کی تعلیم کے لیے کیوں کر مقرر کیا جا سکتا ہے ؟"

"لیکن آپکی رائے تو سب سے بڑی رائے تھی۔ آپنے کیوں نہ رائے دی۔"

"میری تنہا رائے بیکار تھی !!"

(باقی آئندہ)

وطن کی خبریں

نوٹ:- اعزہ احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:- سردی ابھی تک اپنے پورے شدائد دکھلا رہی ہے۔ اور بقرعید سے چند دن قبل بارش ہو جانے اور بعض روایات کے مطابق ایک جگہ اولوں کا پڑ جانے سے سردی میں اور اضافہ ہو گیا ہے اور کئی دن تک شدید ٹھٹرن محسوس ہوتی رہی۔ ٹھٹرن میں کچھ کمی ہے لیکن سردی ابھی بدستور ہے۔

آب و ہوا:- بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ بعض آدمیوں کے انفلوئنزا میں مبتلا ہونے کی اطلاعات ملی ہیں۔ لکھنؤ شہر میں البتہ شدید انفلوئنزا پھیلا ہوا ہے اور بچوں میں چیچک کا بھی زور سنا جاتا ہے۔ بعض اعزائے مقیم لکھنؤ کے نمونیہ میں مبتلا ہونے کا حال معلوم ہوا ہے۔

عید الضحیٰ:- ۹ر ذالحجہ کی شام تک اس کی تصدیق نہ ہو سکی کہ رویت ۲۹ر کو ہوئی یا ۳۰ر کو لہذا یہاں ۳۰ر کا چاند مان کر یکشنبہ ۲۱ جنوری سنہ ۴۰ء کو بقرعید کا تہوار قصبہ خاص اور مضافات میں منایا گیا۔ حسب دستور مساجد اور عیدگاہ میں نماز دوگانہ ادا کی گئی۔ عیدگاہ میں ۱۰ بجے کے بعد زیر امامت حاجی مولوی مصطفےٰ حسن علوی ایم۔ اے پروفیسر لکھنؤ یونیورسٹی نماز شروع ہوئی، قبل نماز جناب حاجی مولوی انوار الحسن صاحب نے کلام پاک کی ایک آیتہ تلاوت فرما کر اُس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ٹرکی کے مصیبت زدگان کی اعانت کے لیے جملہ نمازیوں سے اپیل کی کہ بعد نماز حسب مقدرت امداد کرکے داخل ثواب ہوں۔ اسی سلسلہ میں حضرت مولانا فرید الدین خاں مرحوم (جو عیدگاہ میں نماز عیدین پڑھنے کے لیے سب سے پہلے تیار ہوتے تھے اور شرفائے کاکوری جو اپنی اپنی محلہ کی مسجد میں دوگانہ عیدین ادا کرنے کے عادی تھے عیدگاہ میں مجتمع ہونے کی تحریک کی تھی اور عرصہ تک خود امامت کرتے رہے اور اپنی زندگی ہی میں فرائض امامت جناب حافظ شاہ اکرام علی مرحوم کے سپرد کر دی تھی۔ اور حافظ صاحب مرحوم نے عیدگاہ کے اجتماع کو بہت فروغ دیا تھا) ہر دو بزرگوں کو ۳-۳ بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر ثواب بخشنے کی تحریک مدلل تقریر کے ساتھ کی جسکی تمام حاضرین مسجد نے تعمیل کی۔ مسلم نیشنل گارڈ کا ایک دستہ زیر قیادت مولوی ضمیر الدین سالار اور زیر کمان محمد کابل خان اس بار بھی نماز ہونے تک ہر امکانی امداد و خدمت کے لیے سویرے سے عیدگاہ پہونچ گیا تھا۔ بعد نماز اراکین مسلم لیگ و نیشنل گارڈ نے مصیبت زدگان ٹرکی کے لیے چندہ فراہم کیا۔ عیدگاہ سے نیشنل گارڈ معہ بعض اراکین مسلم لیگ کے تکیہ شریف کی مسجد میں اور بعض اراکین دیگر مساجد میں چندہ کی وصولی کے لیے گئے۔ اور تقریباً مبلغ للعہ۲۲ عیدگاہ اور مساجد سے بطور چندہ وصول ہوئے۔ علاوہ رقم چندہ کے چرم قربانی سے بھی کافی رقومات ملنے کی اُمید ہے کل رقم یکجا ہونے کے بعد ضلع مسلم لیگ کی توسط سے ٹرکش ریلیف فنڈ میں بھجوا دینے کا انتظام کر دیا جائے گا۔ بعض اراکین نیشنل گارڈ نے جن میں نصرت علی و راشد علی خاص طور پر قابل ذکر ہیں کھالوں کی فراہمی میں بڑی دلچسپی سے جد و جہد کی اور کئی کئی کھالیں وصول کرکے خود دفتر مسلم لیگ میں پہونچائیں اور دو دن مسلسل دوا دوش کرتے رہے اللہ تعالیٰ اس کار خیر کا اجر عطا فرمائے

عید کا اجتماع:- حسب اعلان بارہ دری جناب قاضی القضات صاحب بہادر میں مثل عید الفطر ہر طبقہ و خیال کے لوگ جمع ہوئے اور تقریباً ہر محلہ کے اکثر لوگوں نے شرکت کی اور دلچسپی کا اظہار کیا۔ مجمع بہت اچھا تھا اور محرکین کا اظہار امتنان کیا گیا۔ تبادلہ خیالات کے علاوہ حسب دستور شعر شاعری کا بھی چرچا رہا۔ جناب فریاد اور جناب صفا نے اپنے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ چونکہ اس بار شعرا کی تعداد کم تھی اور اس خیال سے کہ حاضرین کی دلچسپی ہوگی گراموفون کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ حسب دستور حاضرین کی حقہ، پان اور چاء سے تواضع کی گئی۔

صحت و تندرستی:- (۱) منشی محبوب احمد پنشنر محکمۂ پولیس (داماد حضرت صاحب) کو شدید نزلہ ہوا تھا اور بخار بھی آیا دفعتاً ٹمپریچر بہت بڑھ گیا اور کمزوری محسوس ہونے لگی۔ ڈاکٹر سید محمد ہاشم نے فوراً انجکشن دیئے۔ اور دواؤں کے استعمال سے اب بفضلہ طبیعت اچھی ہے مرض کے اثرات زائل ہو چکے ہیں۔ صرف ضعف ہے جو رفتہ رفتہ

رفع ہو جائے گا۔

علالتیں:۔ (۱) جناب مولٰنا شاہ تقی حیدر صاحب قلندر گذشتہ عشرہ میں کئی دن تک حسب مشورہ معالج لکھنؤ میں مقیم رہے اور علاج ہوتا رہا۔ ہنوز پیٹ کا درد رفع نہیں ہوا ہے۔ اور منھ سے کبھی کبھی خون بھی آجاتا ہے۔ علاج جاری ہے۔ اللہ جل شانہٗ جناب شاہ صاحب کو صحت وعاجلہ کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) شیخ شاکر علی صاحب عباسی (احاطہ غلام جیلانی) کے متعلق معلوم ہوا کہ گذشتہ عشرہ میں بمقام لکھنؤ شدید انفلوئنزا میں مبتلا ہو گئے اور نمونیہ کی کیفیات پیدا ہو گئی تھیں۔ لکھنؤ میڈیکل کالج میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت وتندرستی کیساتھ واپس لائے۔

(۳) سجاد علی عباسی خلف سوم شیخ شاکر علی صاحب عباسی (احاطہ غلام جیلانی) دہلی اپنے بھائی اور والدہ سے ملنے تعطیلات دسمبر میں گئے تھے وہاں سے واپسی پر نزلہ وزکام ہوا اور اسقدر شدائد بڑھے کہ ڈاکٹر نے سخت نمونیہ تجویز کیا۔ چنانچہ فوراً میڈیکل کالج لکھنؤ میں داخل کرایا گیا۔ جہاں علاج سے شدائد میں اب کمی ہے خداوند کریم جلد صحیح وتندرست فرمائے۔

(۴) اہلیہ سید احتشام علی (ولی نگر) کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ مدراس سے لکھنؤ واپس آگئی ہیں۔ وہاں کئی ماہ تک علاج سے مرض میں کمی نہیں ہوئی۔ اور لاچار ہو کر مریضہ کو جو بہت نحیف وکمزور ہو گئی ہیں واپس لانا پڑا۔ باری تعالےٰ رحم فرمائے۔

(۵) قاضی ولی حیدر خان عباسی کو اب وہ شدائد تو نہیں ہیں لیکن مسوڑھوں کے زخم ابھی تک خشک نہیں ہوئے ہیں اور جس دن قبض کے بعد خشک اجابت ہوتی ہے تو زخم اور بھی ہرے ہو جاتے ہیں۔ ضعف ہنوز بہت ہے۔ اللہ تعالیٰ تکالیف رفع فرما کر صحت کلی عطا فرمائے۔

(۶) معلوم ہوا ہے کہ سید خورشید علی بقاؔ، سکریٹری بزم ادب کاکوری، دفعتاً علیل ہو گئے اور جسم کے تمام جوڑوں میں درد پیدا ہو گیا ذرا سی جنبش بھی دشوار تھی۔ لکھنؤ کے ڈاکٹر نے مادی درد تجویز کر کے انجکشن دیئے لیکن اُس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب یونانی طبیب نے منضج پلاکر مسہل کے ذریعہ مادہ کا اخراج کرا دیا ہے تو تکالیف میں کچھ خفت ہوئی ہے۔ خداوند کریم ازالہ مرض فرما کر صحت عطا کرے۔

(۷) بیوہ شیخ تلطف علی مرحوم (برگد ٹولہ) لیڈی ڈفرن اسپتال سے ڈسچارج ہو کر علاحدہ مکان میں مقیم ہیں۔ ہفتہ میں دوبار انجکشن کے لیے اسپتال جاتی ہیں۔ دیرینہ شکایت اسہال میں فائدہ ہے۔ لیکن کمزوری اور کولھوں میں تکلیف ابھی باقی ہے۔ خدا کرے یہ شکایات بھی جلد رفع ہوں اور بخیریت کاکوری واپس آئیں۔

(۸) والدہ مولوی خلیل احمد عباسی (قاضی گڑھی) کے ضعف واضمحلال میں کوئی کمی نہیں ہے۔ قلبی کیفیت میں اس طرف صرف ایک دن شدت ہوئی۔ لیکن دورہ کی کیفیات کم وبیش روزانہ پیدا ہو جاتی ہیں کئی دن پیشاب کی کثرت اور جلد جلد ہونے سے اضمحلال زیادہ رہا۔

(۹) رنظامؔ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ اہلیہ مولوی شفیق احمد عباسی کی طبیعت ولادت کے بعد سے خراب ہے اور اب اُن کو ریاست اندور کے زنانہ اسپتال میں بھیجدیا گیا ہے۔ نوزائیدہ بچہ بھی کچھ علیل ہے مولوی شفیق احمد کو بھی ضعف بصر کی شکایت ہو گئی ہے۔ ماہرین چشم نے کمزوری دماغ کا سبب قرار دیا ہے۔ خداوند کریم شفیق احمد کی جملہ پریشانیوں کو دفع فرما کر اُن کو مطمئن فرمائے۔

متفرقات:۔ (۱) جناب حافظ شاہ اکرام علی صاحب مرحوم کا فاتحہ چہلم ۲۰ ذالحجہ ۱۳۶۶ھ بروز پنجشنبہ ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ بعد نماز مغرب فاتحہ خوانی ہو گی۔

(۲) منشی محب الرحمٰن علوی آخر ہفتہ دسمبر میں اپنے جناب والد افتخار الشعرا منشی عبدالوحید صاحب علوی تیر نگ سے ملنے ریاست جہالاواڑہ (راجپوتانہ) گئے تھے گذشتہ عشرہ میں واپس آگئے ہیں اُن کی زبانی معلوم ہوا کہ جناب تیرنگ کا مزاج بخیر ہے۔ لیکن یہ سن کر افسوس ہوا کہ موصوف نے آنے کا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا۔ محب الرحمٰن اپنی والدہ کے ہرج مزاج کیوجہ سے وہاں زیادہ قیام نہ کر سکے۔

(۳) ۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو بعد مغرب بمقام قاضی گڑھی بصدارت حاجی منشی انوار علی صاحب امیر جماعت سیرت کمیٹی کا جلسہ نئے سال کے لیے عہدہ داران کے انتخابات کیواسطے منعقد ہوا۔ گذشتہ جلسے کی کارروائی پڑھی جانے کے بعد قاضی انتظار علی خان صاحب عباسی بی۔

سکریٹری نے سالانہ کارگذاری زبانی بیان کی اس کے بعد انتخابات کی کارروائی عمل میں آئی اور ووٹ پاکر سابق عہدہ دار بدستور قائم رکھے جائیں۔ ازاں بعد کچھ مفید رزولیوشن پیش ہو کر منظور ہوئے اور حسب دستور العمل ماہ محرم میں ذکر شہادت کے لیے جلسۂ عام منعقد کرنے کی تجویز منظور ہوئی اور اس کے انتظامات وغیرہ کے لیے تین ممبروں کی ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ چاء نوشی کے بعد ۸ بجے شب کو جلسہ برخاست ہوا۔

(۲) ایس۔ اے۔ علوی (غالباً منشی سعید احمد علوی مہتمم) جوائنٹ سکریٹری و آفس انچارج، کاکوری کانگریس منڈل نے ایک تہدید آمیز تحریر کے ساتھ ہماری گذشتہ اطلاعات کی خبر دی۔ ترمیمات لکھ کر بھیجی ہیں اور اپنے خیال میں ہمکو مرعوب کرنے کی کوشش بھی کی ہے (۱) وہ لکھتے ہیں کہ ۱۱ جنوری کے جلسۂ عام میں کسی مقرر نے شادون ایریا کا ذکر نہیں کیا بلکہ لفظ شادون کا بھی اظہار نہیں کیا (جواب) الیکشن کا تذکرہ تقریر میں ہوا تھا اگر کوئی ہندو کسی مسلمان کو بلا ہماری اجازت ووٹ نہ دے گا اس وقت تو شادون ایریا ہی کا الیکشن درپیش ہے اور مخلوط انتخاب ہے۔ اس کا مفہوم اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی ہندو کسی مسلمان کو ووٹ نہ دے (۲) تحریر ہے کہ جلسہ نماز مغرب کی اذان سے قبل ختم ہونے کا اعلان ذمہ داران نے کر دیا تھا۔ صرف شیو کمار ترویدی عہدنامہ پُر کرا رہے تھے (جواب) ہم کو متعدد شہادتیں ملی ہیں کہ جلسہ اذان کے بعد بھی جاری رہا اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ جلسہ کی کارروائی ختم ہو گئی تھی تو عہدنامہ کے پُر کرانے میں اسقدر شور و غل ہو رہا ہو گا کہ نمازی یہی سمجھے کہ جلسہ کی کارروائی جاری ہے اور کوئی مسلمان صاحب نمایاں جگہ پر کھڑے ہونگے جن کو نمازی مقرر سمجھے ہوں گے۔ (۳) سکریٹری کانگریس منڈل پر الزام لگنے کی خبر غلط اور بے بنیاد ہے۔ (جواب) جوائنٹ سکریٹری صاحب ایک ذمہ دار رکن منڈل کی حیثیت سے واقعہ کو غلط کہتے ہیں کہ سکریٹری پر الزام نہیں لگا ہمارے علم میں آپ اپنے کو عام طور سے سکریٹری کاکوری منڈل ظاہر فرماتے رہے ہیں اور آپ کے یہاں کے ایک ذمہ دار رکن و عہدہ دار نے ایک موقع پر بڑے مجمع کے سامنے ایک سرکاری افسر سے جوائنٹ سکریٹری کو سکریٹری کانگریس کمیٹی کاکوری کہہ کر تعارف بھی کرایا تھا۔ لیکن اب اگر وہ خود کو جوائنٹ سکریٹری کہتے ہیں تو واقعہ سکریٹری کے ساتھ پیش نہیں آیا بلکہ جناب کے ساتھ بحیثیت جوائنٹ سکریٹری و آفس انچارج پیش آیا۔ واقعہ ہوا تو ضرور کیونکہ آپنے خود اپنے دوست احباب سے بیان کیا ہے۔ جس سے انکار ہی نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ آپ کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرے سے واقعہ ہی غلط ہے۔

ریاست حیدرآباد کی اطلاعات:۔ (۱) شجاعت علی عباسی، بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی نے سند وکالت حاصل کر کے اورنگ آباد میں (جہاں انکے دادا جناب حافظ ساجد علی مرحوم بہت کامیاب و نامور وکیلوں میں تھے) کام شروع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ وکالت میں کامیابی و ترقی عطا فرمائے۔ (۲) منشی تقی علی علوی بی۔ اے جگتیال ضلع کریم نگر سے یلندو ضلع ورنگل اور منشی بشیر احمد علوی بی۔ اے، جگتیال سے ورنگل تبدیل ہو کر گئے ہیں اور دونوں صاحبان نے اپنے اپنے مقامات متبدلہ پر پہونچکر کام شروع کر دیا ہے۔ (۳) مولوی سید مظہر الدین ورنگل سے خاص حیدرآباد تبدیل ہو کر پہونچ گئے ہیں۔

(۴) مولوی نظام الدین حیدر، ناظم، محکمۂ زراعت، منجانب ریاست کوئمبٹور (جنوبی ہند) ایک زرعی کمیٹی میں شرکت کے لیے ۹ جنوری ۳۷ء کو گئے تھے ۲۰ جنوری کو غالباً واپسی ہوئی ہوگی۔

(۵) مولوی متین الدین خاں علوی کی طبیعت بہت خراب رہی کچھ قلبی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ بفضلہ مرض میں بہت کمی ہے ضعف و اضمحلال ابھی بہت ہے۔ خداوند کریم جلد ازالۂ مرض فرما کر صحیح و تندرست فرمائے۔

(۶) اہلیہ جناب مولوی سید ظہور الدین صاحب کا مزاج اب اچھا ہے۔ ورم معدہ و جگر بالکل دفع ہو گیا ہے۔ صرف کمزوری باقی ہے۔ دوا کھانے کا طریقہ علاج ابھی جاری ہے۔ (۷) مولوی مصلح الدین اتیر بمقام ناندیڑ ہاتھوں میں اُدکوستے کے شدائد میں مبتلا ہو گئے تھے جس کی تکلیف سے کئی دن بخار بھی آیا تھا خدا کرے اس درمیان میں تکلیف رفع ہو گئی ہو اور طبیعت چاق ہو۔ (۸) شیخ حیدر حسن عباسی مرحوم کے انتقال کی خبر ذریعہ تار پہونچی تھی۔ مرحوم کے اعزہ و احباب غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے اور انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور ایصال ثواب کیلئے بروز جمعہ قرآن خوانی ہوئی اور درود و کلام پاک اور فاتحہ کا ثواب مرحوم کی روح کو بخشا گیا۔

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین پرنٹر طبع ہو کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال محلی) کاکوری سے سید محمد بشیر الدین نے شائع کیا